





اشاعت نمبر

جُمْلہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_ دو گھر

مصنف \_\_\_\_\_ مفتی محمد امین مدظلہ العالی

قیمت : دُعا بحق مصنف و اراکین بزم ضیائے رسول ﷺ

اراکین کے علاوہ شائقین ۴ روپے کے

ڈاک ٹیکٹ بھیج کر طلب کریں۔



پتہ

بزمِ ضیائے رسول ﷺ

فردوس جامع مسجد نلام حسین پارک شاد باغ لاہور

فرمایا اما ترضی ان تكون لهم الدنيا ولنا الآخرة (صحیح بخاری و مسلم)  
یعنی اے عمر کیا تو اس پر راضی نہیں کہ کافروں کے لئے تو دنیا ہے اور  
ہمارے لئے آخرت ہے نیز قرآن پاک میں ہے والعاقبة للمتقين  
یعنی آخرت صرف پرہیزگاروں ایمان والوں کے لئے ہے اور کافروں کے  
متعلق قرآن مجید میں فرمایا وماله في الآخرة من نصيب یعنی کافروں  
کے لئے آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔ ہاں دنیا کافر کے لئے عیش  
کی جگہ اور مومن کے لئے نعمت کی جگہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔  
الدنيا منورعة الآخرة دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور كما قال نیز فرمایا  
ان عباد الله ليسوا بمتنعين (اور كما قال) یعنی اللہ کے بندے ناز و  
نعمت والے یعنی عیش کر نیوالے چسکولے نہیں ہوتے مومن نے تو دنیا میں  
گزارہ کرنا اور وقت پاس کرنا ہے اور جب یہ تقسیم ہو چکی کہ دنیا کافروں  
کے لئے ہے اور آخرت ایمانداروں کے لئے ہے تو چاہیے تو یہ تھا کہ  
کافروں کو دنیا پوری ملتی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں ایمانداروں کی  
خاطر کافروں کو ایک گھر (دنیا) بھی پورا نہ دیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

لولا ان يكون الناس امة واحدة لجهننا لمن يكثر باليمن  
يسوتهم سقفا من فضة ومعارج عليها يظهرون ونبسوتهم ابوابا  
وسيرا عليها يتكسبون وزخرفا وان كل ذلالت لا متاع الحيوات الدنيا  
والآخرة عند ربك للمتقين سورہ زخرف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعلنا من امة عبده رحمة للعالمين  
شفيع المذنبين اكرم الاولين والآخرين صلى الله تعالى عليه  
وعلى اله واصحابه اجمعين اما بعد۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے  
کہ دوست احباب دنیا کی پریشانیوں سے پریشان ہو کر بہت زیادہ  
آزردہ اور رنجیدہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کو ہم  
سمجھے ہی نہیں کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس کے لئے بنائی گئی ہے۔ اگر ہم  
اس بات کو سمجھ لیں تو اتنے پریشان نہ ہوں۔ لہذا احباب کی بہتری اور  
بھلائی کے لئے مندرجہ ذیل چند باتیں سپرد قلم کی جاتی ہیں۔  
اقول وبالله التوفيق

## دو گھر

اللہ تعالیٰ نے دو ہی گھر بنائے ہیں (۱) دنیا (۲) آخرت۔  
دنیا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں۔ کافروں منافقوں اور شرکوں کے لئے  
بنایا ہے اور آخرت (جنت) اپنے دوستوں ایمانداروں کے لئے بنائی  
ہے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو



یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ضرور ایمانوں والے اپنے ایمانوں کو چھوڑ کر کافروں کے پیچھے چل پڑیں تو ہم کافروں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بناتے اور چاندی ہی کی سیڑھیاں ہوتیں جن پر وہ چڑھتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور پتنگ بھی چاندی کے بناتے اور سونا ہی سونا دیتے مگر یہ سب دنیا کا سامان ہے اور آخرت ساری کی ساری منتقلی اور ایماندار لوگوں کے لئے ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ دنیا کا گھر کافروں اور منافقوں دشمنوں کے لئے ہے ان کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں اور جب تک معلوم ہو چکا کہ کافروں کیلئے صرف دنیا ہی دنیا ہے اسی لئے دنیا کی چل پہل دنیا کی دولت و ثروت دنیا کی آسائش کافروں اور منافقوں دشمنوں کے لئے ہے چنانچہ تحفہ نصائح میں ہے کہ فرعون نے چار سو سال تک انا ابکم الاعلىٰ کا نعرہ لگایا یعنی تمہارا سب سے بڑا رب میں ہوں تو اس چار سو سال میں اس کو کبھی سر درد بھی نہ ہوا ادھر اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں جو کہ نبیوں کے نبی اور رسولوں کے رسول ہیں جن کی خاطر سب کچھ بنا جن کی شان رفیع میں وارد ہوا واللہ لما خلقت الافلاك یعنی اسے حبیب اگر ہم نے آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو ہم آسمان وزمین کچھ بھی نہ بناتے۔ اس حبیب یکتا کو اتنا شدید بخار ہوتا کہ دو آدمی برداشت نہ کر سکیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار ہے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور

شافع النور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسم نازنین پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو تو شدید بخار ہے یہ سن کر امت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے اتنا شدید بخار ہے جتنا کہ دو مردوں کو ہوتا ہے صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ کے لئے دو گنا اجر ہے فرمایا ہاں اسی لئے شدید بخار ہے اس سے بھی روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ دنیا خدا تعالیٰ کے دوستوں کے لئے نہیں دنیا کافروں اور دشمنوں کا گھر ہے تو اے میرے مسلمان بھائی پھر تو اس گھر (دنیا) کو حاصل کرنے کیلئے کیوں اتنا بے قرار و بے چین ہے جو کہ بنایا ہی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے لئے ہے کیا تو بھی خدا تعالیٰ کے دشمنوں میں شمار ہونا چاہتا ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

**واقعہ :-** سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک نبی دریا کے کنارے جا رہے تھے آگے گئے تو دیکھا کہ دو بچیرے مچھلیاں پکڑ رہے ہیں۔ ایک ایماندار تھا دوسرا کافر ایمان والے نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جال پھینکا تو اس میں ایک بھی مچھلی نہ آئی دوسرے نے شیطان کا نام لے کر جال پھینکا تو اتنی زیادہ مچھلیاں آئیں کہ جال بھر گیا یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے؛ حالانکہ نام پاک تو تیرا ہی برکتوں والا ہے یہ معاملہ الٹ کیوں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے پیارے نبی کو ان دونوں کا

انجام دکھا دو۔ فرشتوں نے پردہ اٹھا دیا اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے نام مبارک پر جال پھینکا تھا اور اس میں ایک بھی پھل نہ آتی تھی اس کا مکان جنت میں ایسا عالیشان ہے کہ اس کی شان بیان ہی نہیں ہو سکتی اور پھر دوسرے کو دیکھا کہ دوزخ میں جل رہا ہے یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے نبی نے عرض کیا یا اللہ میں اس تقسیم پر راضی ہوں۔“

وہ تقسیم یہی ہے کہ دنیا کافروں کے لئے ہے اور آخرت ایمانداروں کے لئے

## دنیا اور آخرت کا موازنہ

دنیا آخرت کے مقابلہ میں بالکل ہی حقیر ہے ذیل ہے قلیل ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمایا وان الدار الآخرة لهی الخیر من دار الدنیا (سورہ مائدہ) یعنی زندگی ہے تو صرف آخرت کی زندگی ہے کاش کہ لوگ اس بات کو جان لیں۔

حدیث پاک میں ہے جس کے راوی سیدنا مسعود بن شداد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں ہی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی

انگلی سمندر میں ڈبو کر اٹھائے پھر دیکھے کہ انگلی کے ساتھ کتنا پانی آیا ہے یعنی اس پانی کی تری کو جو انگلی کے ساتھ آتی ہے اس تری کو جیسے سمندر کے پانی کے ساتھ نسبت ہے۔ یوں ہی دنیاوی زندگی کو آخرت کے ساتھ نسبت ہے۔

اے میرے مسلمان بھائی ہمیں کچھ سوچنا چاہیے کہ جس ناپائیدار زندگی کو حاصل کرنے کے لئے ہم اس ابدی زندگی کو داؤ پر لگاتے بیٹھے ہیں۔ اس زندگی کی اس آخرت کی زندگی کے سامنے حقیقت ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے۔

نیز یہ دنیا کی زندگی گدلی زندگی ناپائیدار زندگی دھوکے کی زندگی دکھوں دردوں کی زندگی بیماریوں اور پریشانیوں کی زندگی۔ خوف ہراس کی زندگی کبھی چوروں اور ڈاکوؤں کا ڈر کہیں انکم ٹیکس والوں کا ڈر کہیں محکمہ پولیس والوں کا ڈر کہیں مقدمے بازیاں کہیں اپنوں کے ساتھ جھگڑے کہیں بیگانوں کے ساتھ۔ ذرا زیادہ کھایا جائے تو بدہضمی اور ہیضہ کا ڈر کبھی گرمی سارا ہی ہے تو کبھی سردی۔ نیز اس دنیاوی زندگی میں چین نہیں کون نہیں۔

اس ناپائیدار زندگی میں آج اگر جوانی ہے تو کل بڑھاپا آنے والا ہے چند دنوں کے بعد آنکھ۔ کان وغیرہ سب آہستہ آہستہ جواب دیتے چلے جاتیں گے مگر وہ آخرت کی زندگی پائیدار زندگی ہے نہ ختم ہونے والی



بابا جی آپ نے کیا کہا آپ نے جواباً فرمایا میں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ کیا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے اس پر اس جاریہ نے کہا اگر میرا مالک مجھے بیچے تو کیا آپ جیسے مجھے خرید سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تو تجھ سے بہتر کو بھی خرید سکتا ہوں۔ اس پر قہقہہ بلند ہوا اور اس نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس بابا جی کو بھی سواری پر بٹھا کر لے آؤ چند گھڑیاں شغل ہی سہی۔ اور جب وہ جاریہ بادشاہ کے محل میں پہنچی تو اس نے بادشاہ سے تذکرہ کیا کہ وہ بابا جی یوں کہتے ہیں یہ شکر وہ بادشاہ ہنسنا اور حکم دیا کہ بابا جی کو میرے سامنے لاؤ۔ بادشاہ نے جب دیکھا تو اس پر ہیبت طاری ہو گئی اور پوچھا بابا جی آپ کو کیا کام ہے؟ آپ نے فرمایا یہ لونڈی تو میرے ہاتھ بیچ دے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ اس کی قیمت دے سکیں گے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا آپ اس کی کتنی قیمت لگاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لونڈی کی قیمت میرے نزدیک کھجور کی دو گٹھلیاں گل سٹری اس بات پر ایک قہقہہ بلند ہوا پھر بادشاہ نے پوچھا بابا جی آپ نے یہ قیمت کس اعتبار سے لگائی ہے فرمایا یہ قیمت اس اعتبار سے لگائی ہے کہ اس لونڈی میں عیب بہت زیادہ ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کون سے عیب ہیں تو آپ نے فرمایا غور سے سن اس میں یہ عیب ہے کہ اگر یہ باؤں کو تیل نہ لگاتے تو بدبو آنے لگے اور اگر یہ مسواک نہ کرے تو منہ سے بدبو آتے اور اگر یہ باؤں کو گنگھی نہ کرے تو جوتیں

ابدی زندگی ہے اس زندگی میں نہ پریشانی نہ دھوکہ فریب نہ ڈر نہ خوف نہ بیماری نہ بڑھاپا نہ بد بھنی وغیرہ وہاں جنتی جتنا چاہے جو چلے کھائے خواہ دس من کھا جائے کچھ بھی نہ ہوگا نہ پیشاب نہ پاخانہ بس خوشبودار فرحت بخش ڈکار آکھیاں سب کچھ ہضم وہاں کی ہر چیز تکوینی ہوگی یعنی بندہ جو چاہے اسی وقت موجود ہوگا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔  
“وَفِيهَا مَا تَشْتَهُی الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَانْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ”  
یعنی جنت میں جو جی چاہے گا اور جس سے آنکھیں لذت حاصل کریں وہی ہوگا اور اسے میرے بندو تم جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔

## عبرت حاصل کرنے کا واقعہ

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روض الریاحین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کی گلیوں میں جا رہے تھے کیا دیکھا کہ بادشاہ کی لونڈی سواری پر جا رہی ہے زرق برق لباس پہنے آگے پیچھے خدام نوکر چاکر جا رہے ہیں یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے ولی مالک بن دینار کو غیرت آئی اور اس جاریہ کو آواز دی کہ بی بی کیا تجھے تیرا مالک بیچتا ہے یہ سن کر اس جاریہ نے پوچھا

پڑ جاتیں اور بال بکھر جاتیں پر اگندہ ہو جاتیں۔ نیز اس میں یہ عیب ہے کہ اگر یہ کچھ سال زندہ رہے تو اس پر بڑھا پا چھا جائے پھر یہ منہ لگانے کے قابل نہ رہے نیز اس میں یہ عیب ہے کہ اسے حیض آتا ہے یہ پیشاب پاخانہ بھی کرتی ہے اسے پریشانیاں بھی لاحق ہوتی ہیں یہ غمگین بھی جاتی ہے نیز اس میں یہ عیب بھی ہے کہ تجھ سے تیرے لئے محبت نہیں کرتی بلکہ اپنے لئے تجھ سے محبت کرتی ہے اور تجھ سے محبت اس لئے کرتی ہے تو اسے کھلاتا پلاتا ہے نیز یہ عہد کی کچی نہیں اگر یہ کسی اور کے پاس چلی جائے تو اس سے بھی یوں ہی محبت کرے یہ سکر بادشاہ نے پوچھا باباجی یہ بتائیے کہ کوئی ایسی بھی جاری ہے جس میں یہ عیب نہ ہوں فرمایا ہاں ایسی جاری ہے جو خالص کافور زعفران اور کستوری اور نور سے بنائی گئی ہے کہ وہ ایسی ہے اگر اس کا تھوک (آب دہن) کھاری سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر میٹھا ہو جائے اور اگر وہ کسی مردہ سے کلام کرے تو اس کے کلام کو شکر مژ زندہ ہو جائے اور اگر اس کی کلائی (بازو) کھل جائے تو سورج بے نور ہو جائے اور اگر وہ اندھیرے میں جھانکے تو سب نور و نور ہو جائے اور اگر اس کا نور آفاق میں نمودار ہو تو زمین آسمان خوشبو سے مہکتا جاتی وہ کستوری اور زعفران کے باغوں میں پرورش پا رہی ہے وہ یاقوت و مرجان کی شاخوں میں بستی ہے وہ نعمتوں والے خیروں میں رہتی ہے وہ تسنیم کا پانی پیتی ہے وہ عہد کی کچی نہیں اس کی محبت بدل نہیں سکتی اے بادشاہ

بتا کر کونسی جاریتہ خریدنے کے قابل ہے بادشاہ نے کہا وہی خریدنے کے قابل ہے جو آپ نے بتائی ہے مگر یہ بتائیے کہ وہ کہاں سے مل سکتی ہے اور اس کی قیمت کیا ہے؛ اور وہ کب مل سکتی ہے آپ نے فرمایا وہ ہر وقت خریدی جاسکتی ہے اور اس کی قیمت یہ ہے کہ تو رات کو اٹھے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دو رکعت نفل پڑھے اور جب تو کھانا کھاتے تو کسی بھوکے کو بھی یاد کر لیا کرے اور رستے میں کوئی ایذا دینے والے چیز ہو تو اسے راستہ سے ہٹا دے (تاکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو تکلیف نہ پہنچے) اور تو دنیا میں عیش و عشرت کو چھوڑ کر گزارہ ہی کرے اور اس دنیا دار غرور سے دل برداشتہ ہو کر دارالخلود پر دل لگائے یہ سن کر بادشاہ نے اس نوٹھی سے پوچھا کہ کیا تو باباجی کی باتیں سن رہی ہے اس نے جواباً کہا ہاں سن رہی ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا کہا یہ سچ کہہ رہے ہیں یا غلط نوٹھی نے کہا یہ بالکل سچ کہہ رہے ہیں اور انہوں نے خبر خدای کی باتیں بتاتی ہیں یہ سن کر بادشاہ نے کہا جا میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا اور اسے میرے غلاموں تم سب کو میاں سے آزاد کر دیا اور اسے اپنا محل مع سازد سامان فی سبیل اللہ دے دیا اور ایک سوٹا سا پردہ لٹک رہا تھا اسے کھینچا اور اس کا لباس بنا کر پہن لیا یہ دیکھ کر نوٹھی نے بھی فاخرانہ لباس اتار کر سادہ لباس پہن لیا اور دونوں نے سیدنا نابت



دینار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پہنچی تو بہ کی پھر آپ نے ان دونوں کو دعا دیکر وداع کر دیا دونوں تازہ زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہ کر دارِ غرور کو چھوڑ کر دارِ خلود کے راہی ہو گئے۔

اچھا اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (روضہ الریاضین ص ۵۷)

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں دل لگا بیٹھنا یہ مومن کا کام نہیں بلکہ کافروں کو زیادہ ہے کہ وہ دنیا کے ہی ہو کر رہ جائیں کیونکہ یہ دھوکہ اور فریب کی دنیا کا قروں کے لئے ہی بنائی گئی ہے ایماندار کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ والعاقبة للمتقين

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن دو بندے دربارِ الہی میں حاضر کئے جائیں گے ایک دنیا دار جس کے پاس ایمان کی دولت نہ ہوگی اور اس کی ساری زندگی عیش و عشرت اور ٹھاٹھ کے ساتھ گزاری ہوگی۔ دوسرا وہ بندہ جس کی ساری زندگی تنگدستی فقر و فاقہ کی گزاری ہوگی مگر وہ ایماندار ہوگا۔ اس دنیا دار کے متعلق حکم ہوگا اے فرشتو اس کو دوزخ میں ایک ہی غوطہ دے کر لاؤ جب فرشتے اس کو لائیں گے اور اس سے پوچھا جائے گا اے بندے بتا تو نے کبھی کوئی خوشی دیکھی تو وہ چونکہ دوزخ میں غوطہ کھانے کی وجہ سے سب نعمتیں بقول چکا ہوگا وہ عرض کرے گا یا اللہ میں نے کبھی کوئی خیر کوئی نعمت نہیں دیکھی پھر اس بندے کے متعلق حکم ہوگا کہ جس کے پاس ایمان کی دولت ہوگی اس کو جنت دکھا کر لاؤ جب

حاضر کیا جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا اے بندے بتا تو نے کبھی کوئی دکھ یا پریشانی دیکھی ہے! تو وہ کہے گا یا اللہ میں نے کبھی کوئی پریشانی کوئی دکھ دیکھا ہی نہیں تھا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۷)

یہ ہے دنیا اور آخرت کی حقیقت مگر ہم ہیں کہ دنیا میں ذرا سی پریشانی آتی سخت پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ سب دنیا کی محبت کا کرشمہ ہے۔

## دنیاوی پریشانیاں کیوں ہیں؟

دنیاوی پریشانیاں مُصِیبتیں یہ کیوں آتی ہیں کیا یہ اپنے آپ آجاتی ہیں یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہیں اس کا جواب ہمیں قرآن مجید سے ملتا ہے۔  
وما اصابکم من مصیبتہ فبما ذن اللہ یعنی اسے بندہ تمہیں کوئی بھی مُصِیبت اور پریشانی آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے۔

**سوال :-** یہ پریشانیاں ایمان والوں کو کیوں آتی ہیں؟

**جواب :-** یہ پریشانیاں یہ تکلیفیں اور مُصِیبتیں بے فائدہ نہیں بلکہ ان کے نمن میں ہزار ہا فائدے اور محبتیں ہیں چند احادیث مبارکہ اور واقعات لکھے جاتے ہیں تاکہ ہم سبق حاصل کریں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔

حدیث نمبر ۱۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیراً یصب منہ

۱۔ صحیح بخاری مشکوٰۃ شریف



یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے آزمائشوں میں ڈال دیتا ہے۔

سبحان اللہ اگر ہم دنیا کی عینک اتار کر دیکھیں تو ہمیں صاف نظر آجائے کہ تنہی باد سے نہ گھبرائے عقاب یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اڑانے کیلئے مگر ہم ہیں کہ ذرا آزمائش آئی کوئی پریشانی سامنے آئی تو ہم سمجھنے لگتے ہیں شاید خدا تعالیٰ ہم سے ناراض ہو گیا ہے۔ ایسی سوزِ قطعاً غلط ہے

حدیث نمبر ۲ :- عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا

اذى ولا غم لحتی اشوكة یشاکلہ الا کفر اللہ بها من خطایہا

صحیح بخاری و مسلم مشکوٰۃ المصابیح

حضرت ابو سعید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو جب کبھی کوئی پریشانی کوئی مصیبت کوئی غم کوئی فکر کوئی تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ اگر کسی مسلمان کو کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۲ :- ما من مسلم یصیبہ اذى من مرض فما سواه

الا حظ اللہ تعالیٰ بسیاتہ کما تخط الشجرة ورقها صحیح بخاری و مسلم

مشکوٰۃ المصابیح

سیدنا عبد اللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان کو کوئی تکلیف بیماری وغیرہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ یوں بھگا دیتا ہے جیسے کہ خشک شدہ پتے درخت سے پھڑپھڑ جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۳ :- عن جابر رضی اللہ عنہ قال دخل رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم علی ام السائب فقال مالک تفرنین

قالت المحسن لا بارک اللہ فیہا فقال لا تسبی المحسن فانہا تذهب

خطایہا نبی آدم کما یذهب الکیر نبیث الحديد۔

(رواۃ مسلم۔ مشکوٰۃ المصابیح)

سیدنا جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سید و دو عالم حبیب مکرم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ام سائب صحابیہ کی تیمارداری کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا اے ام سائب کیا بات ہے کہ تو کانپ رہی ہے عرض کیا حضور مجھے بخار ہے اللہ تعالیٰ بخار کو برکت نہ دے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سائب بخار کو برکت کہہ دو کیونکہ یہ تو انسان کے گناہ یوں بھگا دیتا ہے جیسے پھٹی لوبے کے رنگار کو بھلا دیتی ہے۔

حدیث نمبر ۴ :- عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جئت

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول قال اللہ سبحانہ



وَقَالَ إِذَا ابْتَلَيْت عَبْدِي بِحَبِيَّتِهِ شَمَّ صَبْرَ غَوْضِهِ مِنْهَا

الجنة يورث عينيهِ (رواه البخاري - مشكاة المصابيح)

حضرت سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں کسی کی آنکھیں لے لوں اور وہ صبر کرے تو میں اس صبر کے بدلے اسے جنت عطا کروں گا۔

حدیث نمبر ۶۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اراد اللہ بعبد

الخير عجل له العقوبة في الدنيا واذا اراد اللہ بعبد الشر

امسك عنه بذنبه حتى يوافيه به يوم القيامة۔

(رواه الترمذی - مشكاة شریف)

سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا اسے دنیا میں ہی دے دیتا ہے۔

(بیماری اور پریشانی کی صورت میں) اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہ کرے تو اس کو اس کے گناہوں کی سزا دنیا میں نہیں دیتا بلکہ اس کو قیامت کے دن پوری سزا ملے گی۔

حدیث نمبر ۷۔ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان عظم

الجزاء مع عظم السلاء وان اللہ عز وجل اذا احسب قوماً

ابتلاهم فمن رضی فله الرضا ومن سخط فله السخط۔

(رواه الترمذی وابن ماجہ - مشكاة)

سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی بڑی آزمائش اتنی ہی بڑی جزا ملے گی اور بیشک اللہ تعالیٰ جل جلالہ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اس قوم کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے پھر جو شخص ان میں سے اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہوا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر راضی ہوتا ہے اور جو شخص قوم میں سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ناراض ہوا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

اس حدیث پاک کے یہ الفاظ مبارکہ قابل غور ہیں کہ جتنی بڑی آزمائش اتنی ہی بڑی جزا نصیب ہوگی اس کی مناسبت سے ایک واقعہ بھی سکھا جاتا ہے خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم عبرت کی نظروں سے پڑھیں۔

**واقعہ**

:- ابن عبد اللہ الحارثی کا بیان ہے کہ میں ایک قبرستان

گیا وہاں ایک میت جو کہ نمیک صلیح تھا ملاقات ہوئی تو میں نے



ان سے سوال کیا کہ اس قبرستان میں سب سے افضل کون ہے تو انہوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا میں نے دعا کی یا اللہ مجھے اس سے بالاتر وہ قبر والا نکلا اور میرے قریب آگیا تو وہ ایک نو عمر نوجوان تھا میں نے سوال کیا آپ سب سے افضل ہیں اس نے جواب دیا ہاں کہتے ایسا ہی ہیں میں نے پوچھا کہ آپ کس سبب سے اس مرتبہ کو پہنچے کہ سب سے افضل ہو گئے حالانکہ آپ کی اتنی عمر نہیں تو اس نے کہا حج و عمرہ جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے اور یہ کہ مجھ پر مصیبتیں آئیں اور میں نے صبر کیا بس اس وجہ سے میں سب سے افضل کر دیا گیا ہوں (کتاب الروح مختصر) پتہ چلا کہ صبر کا مقام سب سے اونچا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں

ارشاد فرمایا۔ اَنَاسِیُوفَ الصَّابِرِیْنَ اَجْرُہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی صبر کرنے والوں کو اجر و ثواب بے حساب دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۸۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال البلاء بالمومن

اوالمؤمنة فی نفسہ ومالہ وولده حتی یلقی اللہ تعالیٰ

وما علیہ خطیئة (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مومن مرد اور مومن عورت پر جان مال اور اولاد میں بلائیں

اور مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ دربار الہی میں اس حال میں پہنچتے ہیں

اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

حدیث نمبر ۹۔ عن محمد بن خالد السّامی عن ابيه عن جدہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا سبقت

لہ من اللہ منزلة لم یبلغها بعملہ ابتلاء اللہ تعالیٰ فی جدہ

او فی مالہ او فی ولده ثم صبر علی ذالک حتی یبلغہ المنزلة

التي سبقت لہ من اللہ (راہ احمد مشکوٰۃ شریف)

محمد بن خالد سلمی اپنے باپ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بندے کے لئے

ایک مقام تیار کیا جاتا ہے لیکن وہ اسے نیکی سے حاصل نہیں کر سکتا

تو اسے اللہ تعالیٰ جان مال اولاد کی پریشانیوں میں ڈال دیتا ہے پھر

اس بندے کو صبر کی توفیق بھی عطا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس مقام کو حاصل

کر لیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۔ عن یحییٰ بن سعید قال ان رجلاً جاءہ الموت

فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رجل ھینئاً لہ

مات و لم یقبل بمرض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

و یحکک ما ید ریک لوان اللہ ابتلاء بمرض فکفر عند

من سیئاتہ (مشکوٰۃ المصابیح)

سیدنا یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے اور اسے

موت آجائے اور اس نے اپنے بیمار ہونے کو اللہ کی آزمائش سمجھ لے



کے حین حیات ظاہری میں ایک شخص فوت ہوا تو کسی نے کہہ دیا اسے  
مبارک ہو کہ یہ فوت ہوا اور یہ کسی قسم کی بیماری میں مبتلا نہ ہوا یہ سن کر  
رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو نے  
یہ کیوں کہا تجھے کیا معلوم کہ اگر یہ کسی بیماری میں مبتلا ہوتا تو اس کے گناہ  
معاف ہو جاتے۔

حدیث: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كثرت ذنوب العبد  
ولم یکن له ما یكفرها من العمل ابتلاه الله بالمحزون

لیکفرها عنہ۔ (رواہ احمد - مشکوٰۃ شریف)

ام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی بندے کے گناہ زیادہ  
ہو جاتے ہیں اور اس کے پاس اتنے نیک عمل نہیں ہوتے کہ وہ ان  
گناہوں کا کفارہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا  
ہے تاکہ ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے (اور وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں)

حدیث نمبر ۱۲۱۰ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال قال ان الرب تبارک وتعالیٰ

یقول وعزتی وجلالی لا اخرج احدا من الدنیا ارید اغفر لہ

شئ استوفی کل خطیئۃ فی عنقہ بسقم فی بدنہ وافتار

فی رزقہ (مشکوٰۃ شریف)

سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رب تعالیٰ جل جلالہ ارشاد  
فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں جس بندے کو بخشنا چاہتا ہوں  
اس کے سارے گناہ اس کو بیماری دے کر اور رزق کی تنگی دیکر دنیا  
سے جانے سے پہلے پہلے مٹا دیتا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۲۱۱: عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یود اهل العافیۃ یوم القیامۃ

حين یعطی اهل السلاۃ الشواب لوان یلود ہم کانت

قرضت فی الدنیا بالمقاریض۔ (رواہ الترمذی - مشکوٰۃ شریف)

حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب مصیبت  
اور پریشان حال والوں کو اجر و ثواب دیا جائے گا تو وہ لوگ جن کو  
کوئی پریشانی دنیا میں نہ آئی تھی وہ تمنا کریں گے کاش کہ ہمارے  
جسم دنیا میں قینچیوں کے ساتھ کاٹے جاتے۔

یہ تیرہ احادیث مبارکہ تحریر کی گئی ہیں جن سے روز روشن کی طرح

واضح ہوتا ہے کہ دنیا کا گھر ایمان والوں کے لئے نہیں ہے مومن کا گھر

سنت ہے اور اس دنیا میں مصیبتیں اور پریشانیاں ایمان والوں کے لئے



رشتہ درجہات اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔

## سوال

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اجیب دعوة الداع اذا دعان) یعنی جب بھی کوئی بندہ مجھ سے دعاء کرے میں قبول کرتا ہوں۔ مگر ہم بار بار دعاء کرتے ہیں۔ درود پاک پڑھ کر۔ صدقہ خیرات کر کے بھی دعائیں کرتے ہیں بزرگوں سے دعائیں کراتے ہیں مگر ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں۔

## جواب

ہم دنیا دار یہی سمجھتے ہیں کہ جو مانگا جائے وہی ملے تو دعاء قبول ہے ورنہ نہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ دعاء کی قبولیت کے تین درجے ہیں ایک یہ کہ بندہ جو مانگے وہی عطا ہو (دوم) اس دعا کی وجہ سے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں (سوم) بندے کی بھلائی اور بہتری کے لئے اس کی دعا جمع رہے قیامت کے دن اس کا اجر اس کو عطا ہو جیسے کہ آپ حدیث نمبر ۱۳ میں پڑھ چکے ہیں۔

## واقعہ

ایک نیک متقی پرہیزگار بندے کو کوئی مشکل پیش ہوتی وہ پچھلی رات اٹھا وضو کیا مصلے بچھایا نوافل ادا کئے اور سر سجدہ پڑھے میں رکھ کر رونا شروع کر دیا اے اللہ میری مشکل حل کرے

اسے ارحم الراحمین مجھے اس مصیبت سے رہائی عطا کر جس تک رو رو کر دعا کرتا رہا حتیٰ کہ آنسوؤں سے مصلے اتر ہو گیا روزانہ یوں ہی زاری کرنے عرصہ گزر گیا مگر اس کا کام نہ ہوا پھر ایک دن ایک طاقتور عورت کو بھی کوئی مشکل پیش آئی وہ بھی پچھلی رات اٹھی مصلے بچھایا سر سجدے میں رکھ کر دعا کی فرشتے کو حکم ہوا کہ جلدی اس کا کام کر دے فرشتے حکم عدول تو کر سکتے ہی نہیں لا یعصون اللہ ما امرہم فیفعلون مایؤمرون بعد میں فرشتے نے عرض کیا یا اللہ کوئی شکوہ شکایت نہیں کوئی اعتراض نہیں صرف سمجھنے کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حکم ہوا اے فرشتے پوچھ کیا پرچہ ہے عرض کیا یا اللہ تمہارا فلاں بندہ متقی پرہیزگار تمہارا بندہ روزانہ روتا گڑ گڑاتا ہے زاری کرتا ہے۔ اس کی معمولی سی مشکل وہ تو حل نہیں ہوتی اور یہ طاقتور پلید عورت اس نے ایک ہی دن دعا مانگی تو فوراً حکم ہوا کہ اس کا کام کر دے یہ کیوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتے یہ بتا کہ اگر اس بندے کا کام ہو جائے تو یہ پھر آئیگا اور سجدے میں سر رکھ کر زاری کرے گا۔ فرشتے نے عرض کیا یا اللہ یہ پھر کیوں آئے گا۔ اسی لئے تو یہ روتا زاری کرتا ہے کہ اس کا کام ہو جائے کام ہو جانے کے بعد یہ زاری نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتے اس کو لگا رہنے دے جب



روتا ہے بٹھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے اس کو رہنے دے اس کا  
حساب کتاب قیامت کے دن کریں گے۔ اور اسے فرشتے یہ  
بتا کہ اگر اس پلید عورت کا آج کام نہ ہوتا تو وہ کل پھر میرے دربار آتی  
یا نہ۔ عرض کیا یا اللہ کیوں نہ آتی فرمایا اس گندی عورت کو گندی دنیا دید  
تاکہ وہ دوبارہ میرے دربار نہ آئے۔

اس واقعہ سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی یاد کرنے  
والے اپنے بندوں کی دعا کی قبولیت میں کیوں تاخیر فرماتا ہے۔

حدیث پاک میں بھی ہے اِذَا احبَّ اللهُ عَبْدًا ابْتَلَاهُ يَسْمَعُ

نَعْرَتَهُ (جامع صغیر)

یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو اس کو  
آزمائش میں ڈال دیتا ہے تاکہ اس کا رونائے۔

نیز حدیث پاک میں ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ دعا  
مانگتا ہے تو جبریل علیہ السلام دربار الہی میں عرض کرتے ہیں یا اللہ یہ تیرا  
بندہ تجھ سے مانگ رہا ہے تو حکم ہوتا ہے اسے جبریل ٹھہر جا ابھی اس کو نہ  
دو تاکہ پھر مانگے پھر مانگے کیونکہ مجھے اس کی آواز بڑی پیاری لگتی ہے اور  
جب کوئی بدکار دعا مانگتا ہے تو حکم ہوتا ہے اسے فرشتہ اس کی  
مراہ اس کو جلدی دو تاکہ پھر نہ مانگے کیونکہ مجھے اس کی آواز اچھی نہیں لگتی

(نور الوہاب ابن ابی شیبہ ۲: سبق از احسن الوعار)

## واقعہ

حضرت یحییٰ بن قحطان رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں  
اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا تو حضرت یحییٰ نے عرض کی اے میرے  
پروردگار میں اکثر دعا کرتا ہوں مگر تو قبول نہیں فرماتا۔ جواب ملا اے  
یحییٰ مجھے تیری آواز پیاری لگتی ہے اس لئے میں تیری قبولیت میں تاخیر  
کر دیتا ہوں (احسن الوعار)

اس ارشاد گرامی کی لذت کو وہی جانتا ہے جس کے دل میں  
اللہ رسول کی محبت ہو۔ ہم دنیا دار لوگ جن کے رگ و ریشہ میں  
دنیا کی محبت سمائی ہوئی ہے اس قول مبارک کی چاشنی اور قدر و قیمت  
کو کیا جانتیں۔ ہم نے تو یہی سبق پڑھا ہوا ہے کہ ہماری آواز اللہ تعالیٰ کو  
پیاری لگے یا نہ لگے ہمیں تو دولت کی فراوانی اور چہل پہل چاہیے۔

## سبق آموز موازنہ

دو بھائی ہوں دونوں نیک۔ نمازی تہجد گزار پابند صوم و صلاۃ  
ہوں ان میں سے ایک کا دنیا میں گزارہ ہی ہے مگر دوسرا بھائی ملوں اور  
کارخانوں کا مالک ہے ٹھاٹھ کی زندگی گزر رہی ہے۔ جب قیامت  
کا دن ہوگا تو چونکہ دونوں نیک نمازی پرہیزگار ہیں دونوں ہی جنت



کے حقدار ہیں لیکن اس پہلے کو حکم ہوگا کہ تو جنت جا اور وہاں جا کر عیش کر دوسرے کو حکم ہوگا کہ تو ابھی باہر ہی رہ تو پانچ سو سال بعد جنت جائے گا۔ بتائیے کہ کیا حال ہوگا اس کا جس کو پانچ سو سال جنت سے باہر ہی رہنا پڑے گا اور یہ بات فقیر اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ حدیث پاک میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ

یدخل الفقراء الجنة قبل الاغنياء بخمس مائة عام نصف يوم (رواہ الترمذی - مشکوٰۃ شریف ص ۴۴)

یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقرا مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت جائیں گے۔

پھر اس پر غور کریں کہ ہم اپنے مستقبل کو نہیں جانتے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے؟ ہمارا رب تعالیٰ جو کہ سب کچھ جانتا ہے وہ بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے اور جو کچھ ہمارے لئے بہتر ہے وہ اس نے ہمیں دے رکھا ہے۔

ایک کتاب میں ایک واقعہ پڑھا اس کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے تاکہ ہم عبرت حاصل کریں۔

**واقعہ :-** ایک دن موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور

کی طرف جا رہے تھے راستہ میں ریگستان سے گذر رہے تھے کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا نظر آیا اس نے دُور سے ندا دی۔ حضور میری خدمت سے جاتیں۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ادھر کو آگئے دیکھا کہ آگے پیچھے۔ یہ ت ڈال کر پردہ کر کے بیٹھا ہوا ہے اس نے معذرت کی حضور میرا حق تھا کہ میں آپ کی خدمت میں چل کر حاضر ہوتا مگر اٹھنے سے معذور ہوں کیونکہ میرے پاس ایک بالشت بھر کپڑا نہیں جس سے ستر کر سکوں۔ ریت کو آگے پیچھے ڈال کر پردہ کیا ہوا ہے۔ اے اللہ کے پیارے کلیم آپ کوہ طور پر جا رہے ہیں آپ کو وہاں ہم کلامی کا شرف حاصل ہوگا تو آپ میری بھی درخواست دربار الہی میں پیش کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی دنیاوی نعمتوں اور دولت سے کچھ عطا کرے یہ سکر فرمایا ہاں میں ضرور عرض کروں گا۔ جب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہم کلامی سے شرف ہوئے تو اس بندے کی درخواست بھی پیش کر دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے نبی اس بندے کے حق میں جو بہتر ہے وہ میں نے اسکو دے رکھا ہے۔ (بلکہ کوئی بندہ اپنے مستقبل کے بارے میں اتنا کچھ نہیں جانتا جتنا کہ میں جانتا ہوں)۔

موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی پھر عرض کی تو حکم ملا کہ اے پیارے نبی تیرے کہنے پر میں اسکو دنیا کی دولت و نعمت دیتا ہوں جاؤ اسکو بتا دو۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آتے اور اس کو



خوشخبری سنادی ۔

اسے بندے اللہ تعالیٰ کے دربار تیرے متعلق درخواست منظور ہو گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ تجھے بہت کچھ دے گا یہ کہہ کر آپ تشہیفے گئے اللہ تعالیٰ نے اس بندے پر جب رزق کا دروازہ کھولا اور رزق کی فراوانی ہونے تو دولت کی خماری میں ہر عیب کیا اس نے شرابی ہیں زنا کئے ڈالے قتل و غارت کیا سارے عیب وہ کرتا رہا آخر کار وہ پکڑا گیا جب اسے سون چڑھانے گئے تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بھی وہاں سے گزرے اس کو پہچانا اور پوچھا اے بندے کیا حال ہے ؟ اس نے عرض کیا حضور وہی حال بہتر تھا جب ریت آگے پیچھے ڈال کر پردہ کیا ہوا تھا ۔ اب دولت کے پیچھے لگ کر ہمارے عیب کئے اور اب دنیا سے بے دین بن رہا ہوں ۔

اس واقعہ سے بھی ہمیں سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا اسی میں سعادت اور بھلائی ہے ۔ ہاں حکم ہے واسئلو اللہ من فضله اے بندو تم مجھ سے میرا فضل مانگتے رہو ۔ مگر بے سبب نہیں ہو جانا چاہیے ۔

**سوال**

آجکل اکثر لوگ اسلئے بزرگوں سے مہر ہوتے ہیں کہ پریشانیوں سے بچے رہیں ۔ پیر صاحب دعا کریں گے یا تقویٰ دین گے

تو مصیبتیں مل جائیں گی ۔ پریشانیوں دور ہوں گی ۔ لیکن بسا اوقات معاملہ الٹ ہو جاتا ہے ۔ مرید ہونے کے بعد پریشانیاں بڑھ جاتی ہیں ۔ فقر و فاقہ دکھ درد گھیر لیتے ہیں یہ ایسے کیوں ہوتا ہے ؟

**جواب**

مذہب بالا احادیث مبارکہ جو پیچھے مذکور ہوئیں ان پر نظر ڈالنے سے جواب خود بخود سمجھ آ جائے گا ۔ پہلی حدیث پاک کو ہی پڑھیں ۔ من یرحہ اللہ بہ غسیراً یصب منہ جن بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے آزمائشوں میں ڈال دیتا ہے یہ سوچ کافرق ہے ہم دنیا دار یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ بھلائی اس کا نام ہے کہ مال و دولت کی ریل پیل ہو جائے کوئی دکھ کوئی بیماری نہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلائی یہ ہے کہ بندہ دنیا میں پریشان رہے نیز ایک واقعہ بھی پڑھ لیجئے جو کہ حدیث پاک کی کتابوں میں ہے ۔ سیدنا مصعب بن عمیر صحابی رضی اللہ عنہ جب اسلام نہیں لائے تھے تو شاہزادوں کی طرح ٹھاٹھ کی عیش و عشرت کی زندگی گزارتے تھے اور جب وہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وامن کے ساتھ وابستہ ہوئے تو ان پر فقر و فاقہ نے اور آزمائشوں نے ڈیر ڈال دیا ۔ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں انا لجنوس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فاطلع علینا



مُصْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا سِرْدَةٌ مَرْقُوعَةٌ  
بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكِيًّا لِلَّذِي  
كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعَةِ وَالَّذِي هُوَ فِيهِ الْآنَ -

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۹)

یعنی ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت مصعب بن عمیر آگئے جن کے اوپر صرف ایک چادر تھی اس کو جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب اس کو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو حضور آب دیدہ ہو گئے۔ کیونکہ ایک وہ وقت تھا کہ وہ صحابی ناز و نعمت میں رہتے تھے اور آج یہ حال ہے کہ صرف ایک پھٹی پرانی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ زراں بعد۔ نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جب کہ صبح ایک جوڑا پہنے گا اور شام دوسرا جوڑا پہنے گا اور اس کے سامنے ایک پلیٹ کھانے کی رکھی جائے گی اور دوسری اٹھائی جائے گی اور مسلمان اپنے گھروں کو یوں سجاوئیں گے جیسے کہ خانہ کعبہ کو سجا یا جاتا ہے۔ یہ شکر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ایسا ہونے والا ہے تو ہم آج کے دن سے بہتر ہوں گے کیونکہ پھر عبادت کے لئے فراغت مل جائے گی اور محنت نہیں کرنا پڑے گی یہ شکر شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم آج کے دن اس وقت سے بہتر ہو رہے۔

۳۵۹ مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۹

اس واقعہ پر غور کرنے سے سوالات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اس کے لئے دعا کر دیتے اور اسکی حالت بدل جاتی مگر ایسا نہیں کیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اس کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کریں۔  
وَاللَّهُ تَعَالَى الْمَوْفِقُ وَالنَّاعِمُ الْوَكَيلُ



مال و دولت فی نفسہ بری چیز نہیں مال بہت اچھی چیز ہے۔  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو بہت اچھا معاون قرار دیا ہے۔  
نیز حدیث پاک میں ہے لَا بَأْسَ بِالْغَنِيِّ مِنَ اتَّقَى اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ  
(مشکوٰۃ شریف)

یعنی جو بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کو مال و دولت ملنے اس میں حرج نہیں۔

نیز حدیث پاک میں ہے إِنْ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَّقِيَ الْغَنِيِّ الْحَفَنِي  
(رواہ مسلم عن سعد بن عبد الرحمن - مشکوٰۃ)

وہ مالدار جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے۔ سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا كَانَ الْمَالُ



فِيَامُنِي يَنْكُرُهُ نَامَا الْيَوْمَ فَهُوَ يَتْرُسُ الْمَوْتُ مِنْ وَقَالَ  
لَوْلَا هَذِهِ الدَّيْنَانِ لَتَمْتَدَّ بَنَاهُ لَوْلَا الْمُلُوكُ -

(مشکوٰۃ شریف)

یعنی پہلے زمانہ میں مال کو پسند نہیں کیا جاتا تھا لیکن اس زمانہ میں  
یہ مال بلائی کی ڈھال ہے نیز فرمایا اگر یہ درہم و دینار نہ ہوتے تو ہمیں  
عکمران لوگ رومال کی طرح ہاتھوں میں مل دیتے۔

ثابت ہوا کہ مال و دولت بڑی چیز نہیں ہاں مال و دولت کے  
ساتھ جو بے راہ روی آجاتی ہے۔ انسان غرائبات کے پیچھے لگ کر  
خدا اور رسول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول جاتا ہے

اپنی آخرت تباہ و برباد کر لیتا ہے یہ بڑی چیز ہے اس لئے دعا کرنی چاہیے۔  
اللہ تعالیٰ دے تو عثمان دولت دے قارونی دولت نہ دے  
اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال و دولت دے تو اس کو اللہ جل جلالہ اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مال جاننا چاہیے اپنا مال نہیں سمجھ لینا  
چاہیے اور اگر اپنا مال سمجھ لیا تو پھر تباہی ہی تباہی ہے۔ وبال ہی وبال ہے

**سوال**

مال کو اپنا مال اپنی دولت سمجھنے میں اور اللہ رسول کا  
مال سمجھنے میں کیا فرق ہے؟

**جواب**

یہ فرق انسان کے مال خرچ کرنے سے پتہ چلے گا۔ اگر  
بندہ اس مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اس کے  
حکم کے مطابق خرچ کرے۔ خود نہ جانتا ہو تو علماء کرام سے پوچھ کر خرچ  
کرے کہ یہاں خرچ کرنے کے لئے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے  
اجازت ہے یا نہیں تو ثابت ہوگا کہ اس نے مال اپنا نہیں سمجھا بلکہ اللہ رسول  
کا مال سمجھا ہے اور اگر شیطان کاموں میں بے حیاتی کے پروگراموں میں  
خرچ کرے بیاہ شادیوں میں آتش بازیوں میں تماشوں میں خرچ کرے تو  
وہ مال اس نے اپنا سمجھا ہے ایسا مال سراسر وبال ہے۔  
قیامت کے دن ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہوگا۔  
حدیث پاک میں ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
قال لا تذول قد ما بن آدم یوم القیامة حتی یسأل عن خمس  
عن عمرہ فیما افناه وعن شبابه فیما ابلاه وعن ماله من  
این اکتبه فیما انفقه وماذا عمل فیما علم ہ

(رواہ الترمذی - مشکوٰۃ شریف)

یعنی انسان قیامت کے دن جب دربار الہی میں حاضر ہوگا تو  
جب تک پانچ چیزوں کا حساب نہ دے لے قدم نہیں اٹھا سکیگا

- ۱:- عمر (زندگی) کہاں صرف کی؟  
(اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں یا شیطانی و فسانی کاموں میں)
- ۲:- جوانی کن کاموں میں صرف کی؟
- ۳:- مال کیسے کمایا؟
- ۴:- کہاں خرچ کیا؟
- ۵:- علم کے متعلق عمل کیسا کیا؟  
(ہر انسان جانتا ہے کہ نیکی نیک ہے اور بدی بدی ہے۔  
اس علم کے مطابق نیک عمل کئے یا بُرے کام کئے؟  
تمثیل۔ کوئی انسان کسی مل یا بنک وغیرہ میں کیشیر مقرر ہے وہ  
ملازموں کو تنخواہیں دیتا ہے ایک ملازم کہتا ہے بھاتی مجھے سویا دو سو روپے  
زیادہ دے تاکہ میں بھی خوشی کروں تو وہ کیشیر کہیگا کہ یہ میرا مال نہیں  
ہے یہ مالک کا مال ہے میں نے مالک کو حساب دیتا ہے اگر حساب  
پورا نہ ہوا تو مجھے سزا ملے گی اور اگر وہ کیشیر دل میں یہ سوچ لے کہ اپنی  
مرضی سے خرچ کئے جاؤں جب حساب ہوگا دیکھا جائے گا۔ ایسے  
کیشیر کو ہر کوئی پرلے درجے کا بیوقوف ہی کہیگا اسے عقل مند ماننے کو  
کوئی بھی تیار نہ ہوگا۔ یوں ہی جو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مال ہمارا مال نہیں  
وہ ایک ایک پیسہ سوچ سمجھ کر خرچ کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے یہ مال  
ہمارا نہیں ہے۔ ہم نے قیامت کے دن مالک کو حساب دینا ہے وہ

کبھی بھی یوں رسم و رواج پر بے تحاشا مال خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ  
پہلے سوچتے ہیں کہ یہاں اللہ رسول کی طرف سے اجازت ہے۔ تو  
پھر خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ مال کو اپنا مال سمجھتے ہیں وہی لوگ  
مال کو شیطانی کاموں میں اپنی خواہشات کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔  
ایسے لوگ پرلے درجے کے بے وقوف ہیں۔ جب ان کو مندرجہ بالا  
حدیث پاک کے مطابق قیامت کے دن مالک کو حساب دینا پڑیگا  
تو پتہ چل جائے گا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔  
اللہ تعالیٰ ہمیں خواب غفلت سے بیدار کرے اس سے پہلے کہ  
موت آکر ہمیں جھنجھوڑے پھر وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔  
حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔



## آفتوں مُصیبتوں اور پریشانیوں سے بچاؤ

آفتوں اور پریشانیوں سے بچاؤ کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے قرآن پاک میں ہے فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ اے بندو تم مجھے یاد رکھو تمہیں یاد رکھوں نیز فرمایا لَا تَتَّبِعُوا الْاَوَّلَ وَالْاٰخِرَ مِنْهُمْ جن لوگوں نے ہمیں بھلا دیا ہم ان کو بھلا دیتے ہیں نیز حدیث پاک میں ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ لِلّٰهِ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور حسبِ کا اللہ تعالیٰ ہو جائے اس کے سارے کام اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ وہ قادر و قیوم ہے بے نیاز ہے جب وہ کسی کے کام اپنے ذمہ لے لے تو اسباب بھی پیدا کرتا جاتا ہے چند واقعات پیر و قلم کئے جاتے ہیں پڑھتے اور عبرت حاصل کیجئے۔

۱، ایک نیک آدمی کو جمعہ کے دن چار کام بیک وقت سونے آگئے تین دنیا کے ایک دین کا دنیا کے کام ۱، بیل جنگل میں لاپتہ ہو گیا ہے اس کو تلاش کرنا ہے تاکہ اسے شیر یا کوئی درندہ نہ کھا جائے۔

۲، دانے چلی پر چھوڑے ہوئے ہیں اور ان کے پیسنے کی باری تھی ۳، کھیت کو پانی لگانا ہے اس کا وقت بھی وہی ہے۔ اور دین کا کام یہ کہ جمعہ کا وقت ہے اب وہ سوچنے لگا کہ چاروں کام ایک وقت میں جمع ہو گئے ہیں کیا کروں آخر کار سوچا کہ دین کا کام کروں دنیا کے کام ہوں یا نہ ہوں

لہذا وہ سارے کام چھوڑ کر جمعہ کے لئے مسجد میں پہلا گیا اور جب جمعہ پڑھ کر واپس گھر آیا تو دیکھا کہ بیل بھی گھر میں موجود ہے اور آٹا بھی گھر پہنچا ہوا ہے پھر وہ باہر کھیت پر گیا تو دیکھا کہ کھیت پانی سے بھرا ہوا ہے حیران ہوا کہ یہ کیسے سارے کام خود بخود ہو گئے۔ بیوی سے پوچھا کہ بیل کیسے آگیا اس نے بتایا جب آپ جمعہ کے لئے گئے تو میں نے دروازہ بند کر دیا تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی میں ڈر گئی کہ یہ کون ہے وقفے وقفے سے دروازہ کھٹکھٹاتا رہا میں نے جب دروازے کی دراڑ سے دیکھا کہ بیل سینگوں سے دروازہ کھٹکھٹاتا ہے پیچھے شیر کھڑا ہے بیل جب ڈر کر بھاگے تو شیر پھر اسے گھیر کر دروازے پر لے آئے آخر میں نے دروازہ کھولا تو بیل اندر آگیا اور شیر پیچھے کو بھاگ گیا۔ (قلوبی)

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے شیر کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ اس بیل کا مالک چونکہ میری یاد میں مشغول ہے (جمعہ پڑھ رہا ہے) لہذا لے شیر تو اس بیل کو اس گھر چھوڑ کر آ۔ پھر جب چکی دالے سے دریافت کیا کہ میں تو یہاں موجود نہیں تھا میرے دانے کیسے پس گئے اس نے بتایا کہ آپ کے بعد والا جس کی بعد میں باری تھی میں نے اسے کہا تو اپنے دانے ڈال دے تاکہ پس جائیں اس نے ڈال دیے جب دانے آدھے پس گئے تو اس نے کہا اوہ یہ میرے دانے تو نہیں تھے یہ کسی اور کے ہیں میں نے کہا اب پس جانے دو جب آپ کے دانے پس گئے تو میں نے نوکر سے کہا یہ

آٹا فلاں کے گھر چھوڑ کر آؤ یوں آپ کا آنا آپ کے گھر پہنچ گیا۔  
پھر کھیت کے ہمسائے سے پوچھا میں تو یہاں موجود نہیں تھا میرا  
کھیت کیسے پانی سے بھر گیا اس نے کہا میں بیٹ گیا تو مجھے نیند آ گئی۔  
میں ایسا سویا کہ میری باری کا پانی بھی تیرے کھیت میں چلا گیا۔  
نبی کریم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا من کان للہ  
کان اللہ لہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

### دوسرا واقعہ

ایک نیک آدمی اس کا نام طارق تھا اس کی  
نیکی اور توکل کی وجہ سے لوگوں نے اس کا نام طارق صادق رکھ دیا ایک دن  
وہ جنگل میں جا رہا تھا سامنے ایک غیر آباد خشک اور ویران کنواں آگیا  
اچانک طارق صادق اس میں گر گیا۔ اب وہ خود نکل نہیں سکتا تھا۔  
تھوڑی دیر گزری کہ ایک حاجیوں کا قافلہ راج کے لئے جا رہا تھا اس کنویں  
کے قریب انہوں نے پڑاؤ کیا۔ اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہاں  
کچھ پکائیں کھائیں آرام کریں پھر آگے روانہ ہوں گے انہوں نے ایک ساتھی  
کو کھڑیاں لانے کو کہا وہ آگے گیا تو پُرانا کنواں نظر آیا اس نے ساتھیوں سے  
کہا کہ آؤ اس کنویں کو بند کر دیں ایسا نہ ہو کہ کوئی راہ گیر اس میں گر جائے  
یہ سن کر طارق کے دل میں آیا کہ میں شور مچا دوں اور کہوں اسے گرنے  
دالوں کو بچانے والے پلٹے ہوئے کو تو نکالو پھر دل نے کہا طارق

تجھے لوگ صادق کہتے ہیں اب تیرا امتحان ہے دیکھتے ہیں کہ تو صادق  
ہے یا کاذب یعنی تیرا خدا تعالیٰ پر توکل سچا ہے یا نہیں یہ سوچ کر  
خاموش ہو گیا قافلہ دالوں نے کھڑیاں وغیرہ کاٹ کر اس کنویں کا منہ بند  
کر دیا اور طارق صادق نے دیکھا کہ اندر بالکل اندھیرا چھا گیا ہے خاموش  
بیٹھا تھا کہ سامنے سے دو چراغ دو لائٹیں نظر آئیں دیکھ کر گھبرا گیا پھر  
وہ لائٹیں آہستہ آہستہ قریب آتی گئیں جب وہ قریب آئیں تو دیکھا  
کہ وہ ایک بہت بڑا اژدھا ہے اور یہ لائٹیں اس کی آنکھوں کی چمک  
ہے یہ دیکھ کر طارق صادق نے گمان کیا کہ یہ مجھے ایک لعنہ میں کھا جائیگا  
مگر اژدھانے اس کے گرد لپٹنا شروع کر دیا اور اس نے اپنی دم کا  
کنڈل بنا کر طارق کو جکڑ لیا پھر اس نے اوپر چڑھنا شروع کر دیا اور چھت  
کے قریب جا کر اس نے زور سے سر مارا تو چھت اڑ گئی اور اژدھے  
نے اوپر چڑھنا شروع کر دیا مگر اس نے دم کے کنڈل میں طارق کو جکڑ لیا  
اور اس کو بھی اوپر لے گیا اژدھانے طارق کو باہر رکھ کر کنڈل چھوڑ دیا اور  
آگے روانہ ہو گیا غیب سے آواز آئی اسے طارق تو نے ہم پر توکل کیا تو  
دیکھ ہم نے تیرے دشمن کو بھیج کر تجھے مصیبت سے بچا لیا (قلیوی) یہ سب  
اے بندے تو مجھے نہ بھلا میں تجھے نہ بھلاؤں گا اور خدا تعالیٰ کی سب سے  
بڑی یاد نماز ہے۔

سوال :- ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ خدا تعالیٰ کو بھلائے بیٹھے ہیں



نہ نماز نہ روزہ مگر ان کو دنیا کی ہر آسائش میسر ہے اور بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ دن رات یاد الہی میں مشغول ہیں مگر وہ آزمائشوں میں گھرے ہوتے ہیں فقر و فاقہ و کھ درد۔ بیماریاں ان کا پیچھا ہی نہیں چھوڑتیں یہ کیوں؟

**جواب :-** جن خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل لوگوں کو دنیا کی فراوانی اور آسائشیں میسر ہیں حقیقت میں ان کی باگ ڈور ڈھیلی کی گئی ہے قرآن پاک میں ہے اِنَّمَا مَنَىٰ لَهُمْ لِيَزَادُوْا اٰثِمًا ہم ان کو ڈھیل اس لئے دیتے ہیں تاکہ وہ اور زیادہ گناہ کر لیں نیز قرآن مجید میں ہے فَلَمَّا شَاوَا مَآذًا كَرَّوْا بِهٖ فَنَحْنَا عَلَيْهِمْ

البواب کل شیءٍ حتّٰی اذا فرحوا بما اوتوا اغذناہم بغتۃ فاذا هم مبسورون (قرآن مجید سورہ انفصام) یعنی جب لوگوں نے ہماری نصیحتوں کو بھلا دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ حتیٰ کہ وہ جب ہمارے حیثے ہوتے پر اترنے لگے تو ہم نے اچانک پکڑ لیا پھر وہ ناامید ہو گئے۔“

اور جن خوش نصیب لوگوں کو باوجود یاد الہی کے دنیا کی آسائشیں میسر نہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے قیامت کے دن انکو وہ درجات ملیں گے کہ دوسرے لوگ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے جیسے کہ آپ احادیث مبارکہ میں پڑھ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دونوں جہان کی سعادتیں نصیب کرے اور ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا کرے وَمَا ذَٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ بَعِزٌّ

**فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ ولوالدیہ**